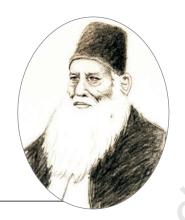
انشائيه

انگریزی میں انشائیہ اور مضمون دونوں کے لیے Essay کی اصطلاح رائے ہے۔ انشائیہ ادیب کی ذہنی رَ واوراد بی اسلوب کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ انشائیہ نگار زندگی کی عام یا خاص بات یا کیفیت کو اپنی افقاد خیر علمیت اور شکفتہ نگاری سے پُر لطف انداز میں بیان کر دیتا ہے۔ ابتدا میں تمثیلی انشائیے بھی لکھے گئے۔ آخیں رمزیے (Allegory) کہا جاتا ہے۔ ان کی بہترین مثال مجمد سین آزاد کی کتاب نیرنگ خیال ہے۔ سر سید شبلی ، حالی اور خواجہ حسن نظاتی سے لے کر نیاز فتح پوری ، سیّد عابد سین ، خواجہ غلام السیّدین ، محمد مجیب ، رشید احمد صدیقی اور ان کے بعد کے لکھنے والوں کی بعض تحریریں انشائیہ بھی کہی جاسکتی ہیں اور مضمون بھی ۔ کنہیالال کیور ، مشاق احمد یوشی ، یوسف ناظم ، وزیر آغاور مجبی ضیرہ مجارے زمانے کے ممتاز انشائی نگار ہیں۔

سرسيداحدخال

(1898 - 1817)



سیّداحد خال دبلی میں بیدا ہوئے۔سیّداحد نے اپنے زمانے کے اہلِ کمال سے فیض حاصل کیا۔
1839ء میں انھوں نے انگریزی سرکار کی ملازمت اختیار کی اور مختلف مقامات پرکام کیا۔1862ء میں انھوں نے انگریزی سرکار کی ملازمت اختیار کی اور مختلف سوسائٹی کے نام سے بنائی۔اس میں جب وہ غازی پور میں بھے، انھوں نے ایک انجمن سائنس کے علوم کا مطالعہ کیا جائے اور ان علوم کو انجمن کا مقصد بید تھا کہ مختلف علوم، خاص کر سائنس کے علوم کا مطالعہ کیا جائے اور ان علوم کو ہندوستانیوں میں عام کیا جائے۔ 1869ء میں سیّد احمد خال ایک سال کے لیے انگلستان گئے۔واپس آکر انھول نے انگریزی کے علمی اور ساجی رسالوں کی طرز پر اپنا ایک رسالہ 'تہذیب الفلاق' نکالناشر وع کیا۔

انگلتان سے واپس آ کرسیّداحمد خال نے علی گڑھ میں 1875 ء میں ایک اسکول کھولا۔ بیہ اسکول 1878ء میں' محمدُ ن اینگلواور نیٹل کالج' اور پھر 1920ء میں علی گڑھ سلم یو نیورسٹی کی شکل میں ہندوستان کا ایک نمایاں تعلیمی ادارہ بن گیا۔

1878ء میں سیّداحمہ خال کو 'سر' کا خطاب ملا۔ اس لیے لوگ اُخییں 'سرسیّد' کے نام سے جانتے ہیں۔ سرسیّد آخر عمر تک قومی کام ، کالج کی دیکھ بھال اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ ان کی متعدد تصانیف میں 'آ ثار الصّنا دید'، 'اسبابِ بغاوت ہند' اور 'سرکشی ضلع بجنور ُخاص طور پر اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کے مضامین کئی جلدول میں مجلس ترقی ادب لا ہور سے شاکع ہوئے ہیں۔ ان میں سائنس، فلسفہ، مذہب اور تاریخ سے متعلق مضامین ہیں۔

جدیداردومنر کی بنیاد ڈالنے کے ساتھ ساتھ سرسیّد نے اردومیں مختصر مضمون نگاری کوبھی فروغ دیا۔ کمبی کمبی تحریروں کے بجائے چند صفحات میں کام کی بات کہنے کافن سرسیّد نے عام کیا۔ سرسیّدا پنے زمانے کے مفکر اور مسلح متھے اور ان کی نثر میں ، وہی وزن اور وقار ہے جوان کی شخصیت میں تھا۔



گُزرا ہوا زمانہ

برس کی اخیررات کوایک بڈ ھااپنے اندھیرے گھر میں اکیلا بیٹھا ہے، رات بھی ڈراونی اور اندھیری ہے، گٹا چھارہی ہے، بحلی تڑپ تڑپ کرکڑئی ہے، آندھی بڑے زور سے چلتی ہے، دل کا نیتا ہے اور دَم گھبرا تا ہے۔ بڈ ھا نہایت عُملین ہے، مگراس کاغم نداندھیرے گھر پر ہے، نداکیلے پن پر اور نہ اندھیری رات اور بجلی کی کڑک اور آندھی کی گونج پر اور نہ برس کی اخیر رات پر۔ وہ اپنے پچھلے زمانے کو یاد کرتا ہے اور جتنا زیادہ یاد آتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کاغم بڑھتا ہے۔ ہاتھوں سے ڈھکے ہوئے جاتے ہیں۔

پچیلا زمانداس کی آنگھول کے سامنے پھرتا ہے، اپنالڑ کپن اس کو یاد آتا ہے، جب کہ اس کو پیشا زمانداس کی آنگھول کے سامنے پھرتا ہے، ایٹر فی کے بدلے ریوڑی اور مٹھائی اچھی کسی چیز کاغم اور کسی بات کی فکر دل میں ختھی ۔ روپیے ، اشر فی کے بدلے ریوٹر کی اور مٹھائی اچھی گئی تھی ۔ سارا گھر مال باپ، بھائی بہن اس کو پیار کرتے تھے۔ پڑھنے کے لیے چھٹی کا وقت جلد آنے کی خوشی میں کتابیں بغل میں لیے متب میں چلا جاتا تھا۔ کمتب کا خیال آتے ہی اس کو اپنے متب ہم کمتب یاد آتے تھے۔ وہ زیادہ فمگین ہوتا تھا اور بے اختیار چلا اُٹھتا تھا'' ہائے وقت ، ہائے وقت ، اپنے وقت ! گزرے ہوئے زمانے! افسوس کہ میں نے تجھے بہت دیر میں یاد کیا۔''

پھروہ اپنی جوانی کا زمانہ یاد کرتا تھا۔ اپناسرخ سفید چہرہ ،سڈول ڈیل ، بھرا بھرابدن ، رسلی آئکھیں ، موتی کی لڑی سے دانت ، امنگ میں بھرا ہوا دل ، جذباتِ انسانی کے جوشوں کی خوشی اسے یاد آتی تھی۔ اس کی آئکھوں میں اندھیر اچھائے ہوئے زمانے میں ماں باپ جونھیحت کرتے تھے، نیکی اور خدا پر تی کی بات بتاتے تھے اور یہ کہتا تھا '' اُہ ابھی بہت وقت ہے'' اور بڑھا ہے کے آنے کا کبھی خیال بھی خہرتا تھا۔ اس کو یاد آتا تھا اور افسوس کرتا تھا کہ کیا اچھا ہوتا اگر جب ہی میں

اس وقت کا خیال کرتا اور خدا پرتی اور نیکی ہے اپنے دل کوسنوار تا اور موت کے لیے تیار رہتا ۔ آہ وقت گزر گیا، آہ وفت گزرگیا۔ اب پچھتائے کیا ہوتا ہے۔ افسوس میں نے آپ اپنے تیک ہمیشہ بیہ کہہ کر برباد کیا کہ ' ابھی وقت بہت ہے۔'

یہ کہہ کروہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور ٹول ٹول کر کھڑ کی تک آیا۔ کھڑ کی کھولی ، دیکھا کہ رات و لیک ہی ڈراونی ہے ، اندھیری گھٹا چھار ہی ہے ، بجلی کی کڑک سے دل پھٹا جا تا ہے ، ہولناک آندھی چل رہی ہے ، درختوں کے پتنے اُڑتے ہیں اور ٹہنے ٹو شتے ہیں ، تب وہ چلا کر بولا'' ہائے ہائے میری گزری ہوئی زندگی بھی الی ہی ڈراونی ہے جیسی بیرات' یہ کہہ کر پھراپنی جگہ آ ہیڑھا۔

اتنے میں اس کواپنے ماں باپ ، بھائی بہن ، دوست آشنایاد آئے جن کی ہڈیاں قبروں میں گل کر خاک ہو چکی تھیں۔ ماں گویا محبت سے اس کو چھاتی سے لگائے آئھوں میں آنسو بھرے کھڑی ہے۔ یہ بہتی ہوئی کہ ہائے بیٹا وقت گزرگیا۔ باپ کا نورانی چہرہ اس کے سامنے ہے اوراس میں سے بیآ واز آتی ہے کہ کیوں بیٹا ہم تمھارے بی بھلے کے لیے نہ کہتے تھے۔ بھائی بہن دانتوں میں انگی دیے ہوئے خاموش ہیں اوران کی آئھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہے۔ دوست آشنا سبٹملین کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔

الی حالت میں اس کواپنی وہ باتیں یاد آتی تھیں جواس نے نہایت بے پروائی اور بے مرق تی اور کے خلقی سے اپنے ماں باپ، بھائی، بہن ، دوست آشنا کے ساتھ برتی تھیں۔ ماں کورنجیدہ رکھنا، باپ کوناراض کرنا، بھائی بہن سے بے مرقت رہنا، دوست آشنا کے ساتھ ہمدردی نہ کرنایاد آتا تھا اور اس پران گلی ہڈیوں میں سے ایسی محبت کا دیکھنااس کے دل کو پاش پاش کرتا تھا۔ اس کا دم چھاتی میں گھٹ جاتا تھا اور بیر کہہ کرچلا اٹھتا تھا کہ بائے وقت نکل گیا، ہائے وقت نکل گیا، اب کیوں کر اس کا مدلہ ہو!

وہ گھبرا کر پھر کھڑ کی کی طرف دوڑ ااور ٹکرا تا لڑ کھڑا تا کھڑ کی تک پہنچا۔اس کو کھولا اور دیکھا کہ ہوا کچھ ٹھبری ہے اور بجلی کی کڑک پچھ تھی ہے پر رات ولیی ہی اندھیری ہے۔اس کی گھبراہٹ کچھ کم ہوئی اور پھرا نی جگہ آبیٹھا۔

وہ گھبراکر پھر کھڑی کی طرف دوڑا۔ اس کے پٹ کھولے تو دیکھا کہ آسان صاف ہے،

آندھی کھم گئی ہے، گھٹا کھُل گئی ہے، تاری نکل آئے ہیں، ان کی چیک سے اندھیرا بھی پچھ کم ہوگیا
ہے۔ وہ دل بہلانے کے لیے تاروں بھری رات کود کھیر ہاتھا کہ یکا بیک اس کوآسان کے بھی میں
ایک روشی دکھائی دی اور اس میں ایک خوبصورت دلہن نظر آئی۔ اس نے تکٹی باندھ اسے دیکھنا شروع کیا۔ جول جول جول وہ اسے دیکھتا تھاوہ قریب ہوتی جاتی تھی، یہاں تک کہ وہ اس کے بہت شروع کیا۔ جول جو وہ وہ اول کو کیھر کرجیران ہوگیا اور نہایت پاک دل اور محبت کے لہج سے پاس آئی۔ وہ اس کے حسن وجمال کود کیھر کرجیران ہوگیا اور نہایت پاک دل اور محبت کے لہج سے پوچھا کہ تم کون ہو، وہ بولی کہ میں ہمیشہ زندہ رہنے والی نیکی ہوں۔ اس نے پوچھا کہ تمھاری تسخیر کا بھی کوئی ممل ہے۔ وہ بولی ہاں ہے، نہایت آسان پر بہت مشکل۔ جوکوئی خدا کے فرض اس بدوی کی طرح جس نے کہا کہ 'و والسلّه لا ازید و لاانقص'' اداکر کرانسان کی بھلائی اور اس کی بہتری میں سعی کرے اس کی میں مسخر ہوتی ہوں۔ دنیا میں کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے، انسان ہی

الیں چیز ہے جواخیر تک رہے گا۔ پس جو بھلائی کہ انسان کی بہتری کے لیے کی جاتی ہے وہی نسل درنسل اخیر تک رہے گئی ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکو ۃ اسی تک ختم ہوجا تا ہے۔ اس کی موت ان سب چیز وں کوختم کر دیتی ہے۔ ماڈی چیزیں بھی چند روز میں فنا ہوجاتی ہیں، مگر انسان کی بھلائی اخیر تک جاری رہتی ہے۔ میں تمام انسانوں کی روح ہوں، جو مجھے کو تسخیر کرنا چاہے انسان کی بھلائی میں کوشش کرے کم سے کم اپنی قوم کی بھلائی میں تو دل وجان و مال سے ساعی ہو۔ یہ کہ کہ روہ دلہن عائب ہوگئی اور بڈھا پھر اپنی جگہ آئی ہے۔

اب پھراس نے اپنا پچھلاز مانہ یاد کیا اور دیکھا کہاس نے اپنی پچین برس کی عمر میں کوئی کام بھی انسان کی بھلائی اور کم سے کم اپنی قومی بھلائی کا نہیں کیا تھا۔اس کے تمام کام ذاتی غرض پر مبنی سے دخاص سے دنیک کام جو کیے تھے تواب کے لالچ اور گویا خدا کور شوت دینے کی نظر سے کیے تھے۔خاص قومی بھلائی کی خالص نیت سے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

اپناحال سوچ کروہ اس دل فریب دلہن کے ملنے سے مایوس ہوا۔ اپنااخیر زمانہ دیکھ کرآئندہ کرنے کی بھی کچھ امید نہ پائی۔ تب تو نہایت مایوسی کی حالت میں بے قرار ہوکر چلا اٹھا'' ہائے وقت، ہائے وقت، کیا پھر تخفے میں بُلا سکتا ہوں؟ ہائے میں دس ہزار دیناریں دیتا اگروقت پھر آتا اور میں جوان ہوسکتا۔'' یہ کہہ کراس نے ایک آہر دبھری اور بے ہوش ہوگیا۔

تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اس کے کانوں میں میٹھی میٹھی باتوں کی آواز آنے لگی۔اس کی پیاری ماں اس کے پاس آ کھڑی ہوئی، اس کو گلے لگا کر اس کی بئی لی۔اس کا باپ اس کو دکھائی دیا۔ چھوٹے چھوٹے چھوٹے چھوٹے بھائی بہن اس کے گردآ کھڑے ہوئے۔ ماں نے کہا کہ بیٹا کیوں برس کے برس دن روتا ہے؟ کیوں تو بے قرار ہے؟ کس لیے تیری پچکی بندھ گئی ہے؟ اُٹھ منھ ہاتھ دھو، کیڑے پہن، نوروز کی خوشی منا، تیرے بھائی بہن تیرے منتظر کھڑے ہیں۔ تب وہ لڑکا جاگا اور سمجھا کہ میں نے خواب دیکھا اور خواب میں بڈھا ہوگیا تھا۔اس نے اپناساراخواب اپنی ماں سے کہا۔اس نے سن کراس کو جواب دیا کہ بیٹا بس تو ایسامت کرجیسا کہ اس پشیمان بڈھے نے کیا، بلکہ ایسا کرجیسا تیری وہرب نے تجھے ہے کیا۔

یہ سن کروہ لڑکا پینگ پر سے کود پڑااور نہایت خوشی سے پکارا کہاویہی میری زندگی کا پہلا دن ہے، میں کبھی اس بڈ سے کی طرح نہ پچھتاؤں گا اور ضرور اس دلہن کو بیا ہوں گا جس نے ایسا خوبصورت اپنا چہرہ مجھکود کھلا یا اور ہمیشہ زندہ رہنے والی نیکی اپنانام بتلایا۔اوخدا،اوخدا تو میری مدد کر، آمین۔

پس اے میرے بیار نوجوان ہم وطنو! اور اے میری قوم کے بچّو ، اپنی قوم کی بھلائی پر کوشش کرو، تا کہ اخیر وفت میں اس بدِّ سے کی طرح نہ پچچتا ؤ۔ ہماراز مانی تواخیر ہے اب خداسے یہ دعاہے کہ کوئی نوجوان اٹھے اور اپنی قوم کی بھلائی میں کوشش کرے، آمین ۔

سرستيداحمه خال

مشق

لفظومعني

مکتب : مدرسه

تج خلقی : مزاج کا کرواین،روکھاین

بعت كرنا : مُر يد بننا الطاعت كاعبد لينا

تسخير : قابومين كرنا، فتح كرنا

بدوی : عرب کے وہ باشندے جوگھے نہیں بناتے ، ریگستانوں میں رہتے

ہیں اور زیادہ تر زندگی اونٹوں پریا خیمے میں گزارتے ہیں۔

والله لا ازيدولا انقص: (عربي فقره) خدا كي قتم نه مين زياده كرون گااور نه كم

سعى : كوشش

گُزراہوازمانہ _________________________

ساعی : کوشش کرنے والا

مبنی : منحصر

بشيمان : شرمنده، بجچتانے والا

غورکرنے کی بات

- سرسیّدا پنے زمانے کےمفکّر اور صلح تھے۔ان کی نثر میں وہی سنجیدگی ،وزن اوروقار ہے جو ان کے کردار میں تھا۔
- اس مضمون میں سرسیّد کا اسلوب بڑا افسانوی ہے۔ آخری اقتباس سےقبل بیا ندازہ ہی نہیں ہوتا کہ سرسیّد کی کہانی کا ہیروکوئی بوڑھانہیں بلکہ ایک کم عمرلڑ کا ہے۔
- سرسیّد وقت کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور اپنی تحریروں کے ذریعے وہ قوم کے نوجوانوں کووفت کی قدرو قیمت کا احساس دلاتے رہتے تھے۔

سوالول کے جواب کھیے

- 1. بوڑھااپنی جوانی کے زمانے کو کن لفظوں میں یا دکرتا ہے؟
 - 2. سرسیّد نے برس کی اخیررات کا ذکر کس طرح کیا ہے؟
- اوڑ ھے کو جو خوب صورت دلہن نظر آئی ،اس سے مصنف کی کیا مراد ہے؟
 - 4. مال نے لڑ کے کو کیا تصیحت کی ؟
 - 5. لڑکے نے کیاعہد کیا؟
- 6. آخری پیرا گراف میں سرسید نے قوم کے نوجوانوں کو کیا نصیحت کی ہے؟

2019-20

عملی کام

- سبق کی بلندخوانی سیجیے۔
- مضمون میں نیکی بدی'،' آسان مشکل' جیسے متضاد الفاظ ایک ساتھ استعال کیے گئے ہیں۔ آپ اسی طرح کے کچھ متضاد الفاظ سوچ کر کھیے۔
 - مندرجه ذیل محاوروں کو جملوں میں استعمال سیجیے: دل یاش یاش ہونا، پیچکی بندھنا ممکنکی باندھ کردیکھنا
 - مندرجہذیل لفظوں میں سے مذکراورمونث الگ الگ تیجیے: اندھیرا،زندگی،آشنا،جوبن،کھڑکی،گھٹا، بجلی،بادل